GINI

DFID
Department for International Development

پاکستان کی معاشی ترقی کیلئے فریم ورک

مختصر خلاصہ

پلاننگ کمیشن آف پاکستان

مختصر خلاصہ

پاکستان کو اکیسویں صدی کی دوسری دہائی کے شروع سے ہی مشکلات کا سامنا ہے۔

- ناپائیدار مالیاتی پالیسیوں کو درست کرنے کے لیے جاری معاشی استحکام کے حصول کی کوشش
- بڑھتی ہوئی آبادی کا دباؤ
- ورثہ میں ملا ہوا معاشی عدم استحکام
- بیرونی واقعات کا سامنا، زلزلہ، سیلاب اور دیرپا جاری رہنے والا تصادم
- بڑے حکومتی ادارے جو منڈیوں کی ترقی میں بڑی رکاوٹ ہیں
- کم اور گرتی ہوئی پیداواری صلاحیت
- جمہوری نظام حکومت سے وابستہ عوام کی بہتر طرز زندگی کی بلند توقعات

گزشتہ چار دہائیوں سے سالانہ ترقی کا تناسب کافی ناہموار ہے اور طویل دورانیہ میں اس کا رجحان منفی ہے۔ اس کے ساتھ ہماری پیداواری صلاحیت بھی اپنے حریفوں کے مقابلے میں کم ہے۔ پچھلے چار سالوں سے فی کس آمدنی میں حقیقی معنوں میں اضافہ نہیں ہوا جبکہ دوہندسی مہنگائی کی شرح برقرار رہی ہے۔

ہماری ترقی کی پالیسی کا انحصار حکومتی شعبوں کے پراجیکٹس، رعایات، سبسڈی اور پروٹیکشن پر ہے۔ پراجیکٹس کی منظوری کے عمل نے انفراسٹرکچر کی ترقی کی رفتار کو بری طرح متاثر کیا ہے جبکہ بے جا مراعات نے مسابقتی منڈیوں کو پروان نہیں چڑھنے دیا۔

یہ ترقی کی حکمتِ عملی اقتصادی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنے اور اُس کو برقرار رکھنے کے لیے ایک جدید نقطہ نظر پیش کر رہی ہے۔ دنیا بھر کے نامور ماہرین، مختلف شعبوں سے وابستہ افراد اور وسیع مشاورتی عمل کی مدد سے اس حکمتِ عملی کو تشکیل دیا گیا ہے۔ ہمارے مشاورتی عمل نے ایک نئی ترقیاتی حکمتِ عملی کو تیار کرنے کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ ایک ایسی حکمتِ عملی جو محض پروجیکٹس سے آگے بڑھ کر پیداواری استعداد کو بڑھانے، مسابقتی منڈیوں کو تشکیل دینے، جدت پسندی اور کاروبار کو پروان چڑھانے پر زور دے۔

یہ حکمتِ عملی مسلسل اصلاحات پر مشتمل ہے جو اہل اور علم و حکمت پر مبنی حکومتی ڈھانچے اور پُرکشش، مربوط اور فعال منڈیوں سے تشکیل پاتی ہے۔ اس حکمتِ عملی میں ملک کو درپیش وسائل کی قلت کو مدنظر رکھتے ہوئے وسائل کے بہتر استعمال پر زور دیا ہے۔ عالمی اشارے مثلاً مسابقت اور کاروبار کرنے کے اخراجات کا اشاریہ بھی انتظامی حکمتِ عملی، جدت پسندی، قانون کی پاسداری کا معیار

اورحکومتی انتظام کا طریقہ جیسے عوامل کی اہمیت کو نمایاں کرتے ہیں۔ تحقیق وترقی اوران عوامل کو معاشی ترقی کی راہ میں فوری رکاوٹیں قرار دیتے ہیں۔ لہذا، اس حکمتِ عملی کا مرکزی نقطہ نظر سافٹ ویئر آف اکنامک گروتھ ہے (مثلاً انسانی وسائل، مراعات، اداروں کی مضبوطی، اقتصادی گورننس کے مسائل وغیرہ) تاکہ ایسا ماحول مہیا کیا جا سکے جس میں ہارڈ ویئر آف اکنامک گروتھ کو پھیلایا جا سکے اور اسے ہر سطح پر مزید فعال بنایا جا سکے۔

یہ حکمتِ عملی دلیل پیش کرتی ہے کہ کاروبار اور اختراعات کو بہت زیادہ فروغ دیا جا سکتا ہے بشرطیکہ سول سروس، قانون اور ٹیکس جیسے اداروں کے نظام کی اصلاح کی جائے اور انھیں مستحکم کیا جائے۔ یہ حکمتِ عملی ایسی تجاویز پیش کرتی ہے جیسے تعمیراتی اور علاقائی قوانین کی اصلاح کی جائے جس کی غیر موجودگی میں ہماری اندرونِ ملک تجارت کا فروغ رک گیا ہے اور اسی وجہ سے ہمارے شہر معاشی ترقی کے انجن کے طور پر سامنے نہیں آ سکے۔

ایسے پروگراموں کا مجموعہ سرمایہ کاری کے بہتر ماحول کو فروغ دے گا اور کاروباری شروعات کی قیمت کو واضح طور پر کم کرے گا اور کاروباری اداروں کے منافع جات کو بڑھا کر اُن کی مزید افزائش کا سبب بنے گا۔ یہ حکمتِ عملی پیداواری صلاحیت کی بہتری پر بھی مرکوز ہے مثلاً منڈی میں مقابلہ بڑھانے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے تاکہ کاروباری لوگ آسانی سے مارکیٹ کا حصہ بن سکیں اور جب مجبوری ہو تو اس سے علیحدہ بھی ہو سکیں۔ مختصراً اس حکمتِ عملی کا مقصد ملک میں سرمایہ کاری بڑھانا اور سرمایہ کاری کو مزید منافع بخش بنانا ہے۔ یہ حکمتِ عملی خاص پروگرام تجویز کرتی ہے جن سے ہماری نوجوان نسل کو زیادہ روزگار کے مواقع حاصل ہو سکیں گے۔

ترقی کی ہدف بندی پر توجہ:

پاکستان کی تقریباً 68 فیصد آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے اور ان میں سے زیادہ تر نوجوان افرادی قوت میں داخل ہو کر پاکستان کی افرادی قوت کو ہر سال 3 فیصد سے بڑھا رہے ہیں۔ ایک تخمینے کے مطابق افرادی قوت میں بڑھتے ہوئے نوجوانوں کو جذب کرنے کے لیے پاکستان کی خام قومی پیداوار کو ہر سال 7 فیصد سے زیادہ بڑھنا چاہیے۔ اس حکمتِ عملی کو تشکیل دینے والے اس بات سے متفق ہیں کہ پاکستان محض 3 فیصد کی شرح نمو سے فوری طور پر اتنا اوپر نہیں جا سکتا۔ اس لیے:

- پہلی اسٹیج پر ایسے اقدامات کیے جائیں گے جو کہ پاکستان کی خام قومی پیداوار 5 سے 6 فیصد سالانہ کی سطح پر پہنچا دیں۔ اگر انرجی گورننس کے مسئلے کا حل جلد نکلا اور کسی حد تک معاشی استحکام حاصل ہو گیا تو یہ ہدف بہت جلد حاصل کیا جا سکتا ہے۔

- ترقی کی شرح کو 7 فیصد سے بڑھانے کے لیے یہ حکمتِ عملی نہایت ہی گہرے اور جاری رہنے والے طریقے تجویز کرتی ہے جس میں پبلک سیکٹر کی خوش انتظامی، مسابقتی منڈیوں کا بنانا، شہری انتظامیہ، لوگوں اور جگہوں کے روابط کے انتظام کو موثر بنانا شامل ہے۔

پاکستان کی ترقی کی راہ میں کون سی بڑی رکاوٹیں ہیں؟

ترقی کا تجزیہ دو بڑی رکاوٹوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۱۔ غیر موزوں منڈیوں کا نظام: مقابلے کا فقدان، ٹیکس، ٹیرف، پالیسی کا بگاڑ، داخلی رکاوٹیں، حکومت کی دخل اندازی اور کمزور قوانین

۲۔ موثر پبلک سیکٹر حکمتِ عملی کا فقدان جو کہ اچھے نظم وضبط مہیا کرے مثلاً (الف) جان و مال کی حفاظت، لین دین اور معاہدات کی پاسداری۔ (ب) مارکیٹ اور سرمایہ کاری کو اچھے قانون اور مناسب حکمتِ عملی سے آراستہ کرے۔ (ج) مادی، انسانی اور سماجی انفراسٹرکچر کو ترقی دے سکے۔

اس ترقیاتی حکمتِ عملی کو جدید معاشی تقاضوں سے آراستہ کیا گیا ہے جو کہ حکومت اور منڈیوں کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرے گی۔ یہ حکمتِ عملی حکومت بمقابل مارکیٹ نہیں بلکہ حکومت اور مارکیٹ کے اُصول پر مبنی ہے۔ ایک اچھی حکومت ہی ایک اچھی مارکیٹ کو تشکیل دے سکتی ہے۔ تجویز کردہ اصلاحات کا مقصد حکومت اور مارکیٹ میں توازن اور مہارت پیدا کرنا ہے۔

بھتر پیداواری صلاحیت:

معاشی ترقی مزدور اور سرمایہ کے اجتماع اور ان کے اثاثوں کے مناسب استعمال سے ہوتی ہے اور اس کو ہم ٹوٹل فیکٹر پروڈکٹیویٹی بھی کہتے ہیں۔ بہتر پیداواری صلاحیت کا تناسب پاکستان کی معاشی نمو میں اتنا حوصلہ افزا نہیں ہے۔ 1960ء سے 2005ء کے درمیان معاشی نمو کا 80 فیصد سرمایہ اور محنت سے آیا جبکہ صرف 20 فیصد بہتر پیداواری صلاحیت کے استعمال سے حاصل ہوا۔ ہمسایہ ممالک کے مقابلے میں، مزدوروں کی جانب سے پیداواری تناسب کم ہے۔ ریسرچ سے ثابت ہوا ہے کہ مزدوروں کی کم پیداواری صلاحیت کی وجوہات میں مارکیٹ کوالٹی، غیر مناسب انتظامیہ، محدود شہری ترقی، نامناسب تعلیم، مارکیٹ میں مقابلہ، ریسرچ

اور ترقی کا فقدان شامل ہے۔اس لیے ایک ایسے نظام کی ضرورت ہے جو پیداواری صلاحیت کی نگرانی کرے اور ایسے اصلاحات تجویز کرے جن سے استعداد کار بڑھے۔

بہتر نظم ونسق کی بنیاد :

ہمارے تجزیے اور مشاورت سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ پاکستان کی ترقی میں غیر موزوں نظم وضبط اور غیر فعال مارکیٹ بڑی رکاوٹیں ہیں۔حکومت کی براہ راست سرمایہ کاری کی وجہ سے پرائیویٹ سرمایہ دار مارکیٹ میں حکومت کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے محتاط اندازے کے مطابق مارکیٹ میں حکومت کی موجودگی 50 فیصد سے زیادہ ہے جس کی وجہ سے پرائیوٹ سرمایہ دار بری طرح متاثر ہورہے ہیں۔مسابقتی کمیشن آف پاکستان کے مطابق حکومتی مداخلت مسابقتی اور فعال منڈیوں کے قیام کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔موثر حکومت کے قیام کے لیے یہ دو طریقے اپنانے چاہیں: (الف) حکومت کے کردار پر نظرِ ثانی کرنا ہوگی۔جس میں حکومت کو مارکیٹ سے نکل کر سرمایہ کاروں کے لیے آسان قوانین مرتب کرنا ہوں گے۔(ب) حکومتی اداروں کی کارکردگی کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے جس میں سول سروس، وسائل کی تقسیم کو بہتر بنانا، غیر ہدف شدہ سبسڈی کو ختم کرنا اور حکومتی سرمایہ کاری کو معنی خیز بنانا شامل ہے۔

آزادانہ تجارت کی ترویج:

ہماری تجارتی پالیسیوں میں یکطرفہ برآمدات بڑھانے کی بات کی جاتی ہے تو چند سیکٹرز میں درآمدات کے متبادل تیار کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔اس طرح صارفین کو ایک طرف زیادہ قیمتیں ادا کرنا پڑتی ہیں اور دوسری طرف ادنیٰ معیار کی اشیاء استعمال کرنا پڑتی ہیں۔مزید برآں جدت اور کاروباری اختراع پر بھی زک پڑتی ہے کیونکہ مفادات کی غیر مصنفانہ تقسیم سے منڈیوں کی آزادی سلب کر لی جاتی ہے۔

ترقی کی حکمتِ عملی آزادانہ تجارت اور سرمایہ کاری کو ایک مستحکم معاشی ترقی کے لیے اہم جز تصور کرتی ہے کیونکہ یہ ایک کردار ادا کرتی ہے روزگار، پیداوار اور تنخواہوں کے بڑھنے میں۔بدقسمتی سے 10-2005 کے درمیان بھاری پروٹیکشنزم کو دوبارہ متعارف کروایا گیا جو کہ تجارتی نظام کی تباہی کی وجہ بنا ہے۔اہم اقدامات جو اس ضمن میں اُٹھائے گیے۔(الف) ٹیرف میں کٹوتی کے عمل کی واپسی اور tariff dispersion میں اضافہ، (ب) زرعی تجارت میں آزادانہ اصلاحات کو ختم کرنا بالخصوص گندم، چینی اور کھاد کے

متعلق تجارتی فیصلے، (ج) مختلف صنعتوں میں تیزی سے بڑھتے ٹیرف مثلاً آٹو انڈسٹری، (د) WTO مستثنیات کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے درآمدات کو محدود کرنا، (ہ) انسدادِ اغراق کے عمل کا آغاز اور پھیلاؤ۔

ترقیاتی حکمتِ عملی درج ذیل اقدامات تجویز کرتی ہے۔ (الف) یکطرفہ آزادانہ تجارت کا قیام، (ب) ٹیرف کے نظام سے متصادم امتیازی ریگولیٹری ڈیوٹی کا فوری خاتمہ، (ج) کم سے کم غیر جانبدارانہ حقیقی شرح تبادلہ کی پالیسی، (د) مختلف وزارتوں اور EDB کی طرف سے درآمدی لائسنسوں کے عارضی اجراء کا فوری خاتمہ، (ہ) مختلف صنعتوں کی جانب سے وصول کی جانے والے فوائد مثلاً تحفظ، برآمدی اعانتیں، ٹیکسوں میں چھوٹ، انسدادِ اغراق وغیرہ کے معاشی جواز کی کمی کا جائزہ لیا جائے، (و) تمام معاشی پالیسیاں بشمول صنعتی وتجارتی پالیسی وغیرہ کو ترقیاتی حکمتِ عملی کے تناظر میں ترتیب دیا جائے

فعال اور مسابقتی منڈیاں:

یہ حکمتِ عملی منڈیوں کو مزید متحرک اور فعال بنانے کے لیے ایک واضح لائحہ عمل پیش کرتی ہے۔ حکومتی کاروباری اداروں میں اصلاحات اور (جہاں ضرورت ہو) نجکاری پرائیوٹ سیکٹر کے کاروبار کے لیے جگہ پیدا کرے گی۔ بہت سی منڈیوں میں اس امر کی ضرورت ہے کہ حکومتی ادارے براہِ راست منڈیوں میں مداخلت کی بجائے صرف منڈیوں کا نظم ونسق سنبھالنے تک خود کو محدود رکھیں۔ مثال کے طور پر ہمارا موجودہ ریگولیٹری فریم ورک داخلی تجارت، تعمیرات اور شہری ترقی کے شعبوں کی ترقی کی راہ میں حائل ہے۔ حکومتی اداروں کی بھاری تعداد میں زراعت، نقل وحمل، زرعی اجناس کے ذخیرہ کا انتظام جیسے شعبوں میں موجودگی پرائیوٹ سرمایہ کاروں کو ان شعبوں سے دور رکھ رہی ہے۔ شہری ترقی وکشادگی، بہتر حکومتی نظم ونسق کے ساتھ مل کر جدید منڈیوں کے قیام میں اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔

موجد/ تخلیقی شہر:

دنیا کی تقریباً نصف آبادی شہروں میں قیام پذیر ہے اور وہ دنیا کے کل خام قومی پیداوار کا 80 فیصد مہیا کر رہی ہے۔ گنجان آباد، بلند وبالا شہر، ہمارے قصبہ نما شہروں سے زیادہ بہتر پیداواری صلاحیت رکھتے ہیں۔ شہروں کو تجارت کا گہوارہ بنانے کے لیے موجودہ حکمتِ عملی درج ذیل اقدامات کرتی ہے۔ (الف) تعمیراتی اور علاقائی قوانین میں نرمی سے ہم جگہ اور توانائی کے بہتر استعمال اور بلند وبالا عمارتوں کی تعمیر میں ممد ہوسکتے ہیں، (ب) غیر پیداواری حکومتی زمین کی نجکاری، (ج) غیر ملکی تعمیراتی کمپنیوں کی حوصلہ

افزائی کرنا تا کہ وہ پاکستانی منڈیوں میں آسکیں، (د) تعمیرات کے ایسے طریقوں جو کہ کم لاگت اور کم توانائی استعمال کرنے والے ہوں پر تحقیق کرنا۔

مقابلے کے لیے جڑنا / ربط بڑھانا:

تجارتی عمل کے لیے گنجان اور مربوط شہروں اور آبادیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ رابطوں کا فروغ موجودہ ترقیاتی حکمتِ عملی کا بہت اہم جز ہے۔ اگرچہ ہمارے PSDP نے بہت سا انفراسٹرکچر مہیا کیا تاہم موجودہ سخت مالیاتی حالات کے پیشِ نظر پرائیوٹ سرمایہ کاروں کی ان ترقیاتی منصوبوں میں شمولیت کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ اس ضمن میں پروجیکٹ کی منظوری سے متعلقہ قوانین، زمین کی ملکیت سے متعلقہ قوانین اور NHA قوانین کا از سرِ نو جائزہ لیا جانا چاہیے اور اُنھیں پبلک پرائیوٹ شراکت داری کو بڑھانے کے لیے استعمال کیا جانا چاہیے۔ حکومت کو اپنی نقصان میں جانے والے حکومتی اداروں کو مسلسل امداد دینے کی پالیسی کا پھر سے جائزہ لینا چاہیے۔ مقامی سطح پر مقابلے کو پروان چڑھانے کے لیے حکومتی اداروں کو اپنا کردار محدود کرنا پڑے گا مثلاً سول ایشن اتھارٹی CAA کو ہوائی اڈے چلانے کی بجائے صرف پالیسی سازی اور عمل درآمد پر توجہ دینی چاہیے۔ ایسے تجارتی روٹ جہاں کسی بھی وجہ سے زیادہ ادارے کام نہیں کرسکتے وہاں روٹس نیلام کیے جانے چاہیں نہ کہ کسی فرد یا ادارے کو امتیازی حیثیت نہ دی جائے۔ کاروباروں کو سہل بنانے کے لیے کسٹم کے نظام کو خودکار بنایا جائے تاکہ کلیرنس کا ٹائم کم ہوسکے۔ ڈرائی پورٹس پر کسٹم کے نظام کو کمپیوٹرائزڈ کیا جائے تاکہ رش سے بچا جاسکے۔

پاکستان کو عالمی روابط (connectivity) کے رجحانات کے ساتھ چلنا پڑے گا اور اس کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہے۔ حکومت کو برقی دستخط کا قانون (E-signature act) پاس کرنا چاہیے تاکہ ڈیجیٹل شناخت کے استعمال کو قانونی تحفظ حاصل ہوسکے۔ اگر IT کے استعمال کو حکومتی اور پرائیوٹ سطح پر عام کیا جائے تو ٹرانسپورٹ اور نقل وحمل کے اخراجات کو خاطر خواہ کم کیا جا سکتا ہے۔

نوجوانوں اور کمیونٹی کی شمولیت:

نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد اگلے دو عشروں میں ہماری افرادی قوت کا حصہ بننے والی ہے۔ تقریباً ایک تہائی نوجوان شہروں میں بستے ہیں اور یہ ہمارے دو نوجوان طبقہ کی 2030ء تک 50 فیصد تک پہنچ جائے گا۔ اگر پاکستان کا دوسرے ترقی پذیر ممالک سے

موازنہ کیا جائے تو نسبتاً بہت بڑی شرح (32%) ناخواندہ نوجوانوں پر مشتمل ہے جن کے پاس کوئی ہنر نہیں ہے اور وہ یا تو بے روزگار رہتے ہیں یا معمولی پیشوں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اس امر کی شدت سے ضرورت ہے کہ ان نوجوانوں کو صحت، تعلیم اور ذریعہ معاش مہیا کیا جائے۔ تاکہ اُن کی مخفی توانائیوں کو کمیونٹی، ملک اور دنیا کے لیے مثبت انداز میں استعمال کیا جا سکے۔ ایسا صرف اُس صورت میں ممکن ہے کہ ہم ان نوجوانوں کو معیاری، بنیادی و کالج ایجوکیشن مہیا کریں، اُنھیں ہنر سے آراستہ کریں، نوجوانوں کے لیے فائدہ مند پالیسیاں بنائیں، اپنے شہروں کو اس طرح سے اصلاح کریں کہ وہ نوجوانوں کو روزگار، کھیل کود اور مثبت ہم نصابی سرگرمیوں کے مواقع فراہم کر سکیں۔ ایسا نوجوانوں کی رضاکارانہ سرگرمیوں میں شمولیت، تعلیمی اداروں اور سول سوسائٹی کے باہمی تعاون و اشتراک سے ممکن ہوگا۔

عملدر آمد: نتائج پر مبنی انتظام:

اس حکمتِ عملی کا نفاذ کون کرے گا؟ یہ ایک عام سوال ہے جو اکثر پوچھا جاتا ہے۔ یہ سوال اس لیے پوچھا جاتا ہے کہ کئی اچھے منصوبے اور پالیسیاں بنائی گئیں لیکن ان پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ ہماری مشاورت سے یہ بات ثابت ہے کہ پاکستان میں نفاذ کا نظام کمزور ہے کیونکہ یہ تصور کیا جاتا ہے کہ نفاذ کی ذمہ داری اُسی نظام کو سونپی جاتی ہے جس کی اصلاح کی ضرورت ہو۔ اکثر اوقات، کوئی ایسا نظام موجود نہیں ہوتا جو تبدیلی لا سکے۔

اقتصادی ترقی کے نئے وژن کو ضرورت ہے:

- معاشرتی ترقی کی راہ میں حائل مسائل کی نشاندہی کی جائے (ریسرچ اور تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے ذریعے) نئے معاشی ترقی کے نظریہ کو ان چیزوں کی ضرورت ہے۔
- اتفاقِ رائے پیدا کرنا مشاورت کے ذریعے تاکہ اصلاحی پروگرام میں رکاوٹوں کو دور کیا جا سکے۔
- ایسا نظام تخلیق کیا جائے جس سے پیداواری صلاحیت اور حکومتی خدمات کی پیمائش کی جا سکے۔
- ایسے منصوبے بنائیں جائیں جن کی جانچ ہو سکے۔

18 ویں ترمیم کے بعد، منصوبہ بندی کا نظام میں مندرجہ ذیل ترقی کے عمل کی ضرورت ہے۔

- درمیانی اور سالانہ مدت کے ترقیاتی مقاصد حکومت اور متعلقہ وزارتوں کے لیے مشاورت سے ترتیب دیئے جائیں۔
- اہم معاشی اصلاحات کی نشاندہی کی جائے جن کی مقررہ پیمانوں کی مدد سے پیمائش اور نگرانی کی جائے اور اس کی رپورٹ حکومت اور عوام کو دی جائے۔
- حکومت اور وزارتوں کے مطابق رپورٹنگ ضروریات جو نتائج اور لاگت کا تخمینہ کی پیمائش کرے وضع کیا جائے تا کہ احتساب کے عمل کو بہتر بنایا جا سکے۔ حکومتی اور وزارتی سطح پر جوابدہی تا کہ ترقی، نتائج اور اُن کی لاگت کو پرکھا جا سکے۔
- وزارتوں کی صلاحیتوں میں اضافہ کیا جائے تا کہ ان کی حکمتِ عملی اور خدمات رقومی ترقیاتی ترجیحات کی عکاسی کر سکیں۔
- منصوبہ بندی کے نظام کی قابلیت میں اضافہ کیا جائے تا کہ وہ ایک ادارے کی طرح حکومتی اصلاحات کے ایجنڈہ کی نگرانی کر سکے۔

چھ اہم نکات جن کو متعارف کرایا جائے تا کہ پلاننگ کمیشن اور سرکار کے درمیان روابط کو مضبوط بنایا جائے۔

۱۔ وسط مدتی ترقیاتی فریم ورک اور وسط مدتی اخراجاتی فریم ورک کو مضبوط کیا جائے تا کہ درمیانی مدت کی ترجیحات کو ترقیاتی حکمتِ عملی سے ہم آہنگ کیا جا سکے۔

۲۔ ایک متحدہ اور نتائج پر مبنی بجٹ بنانے کے طریقہ کار کو اپنایا جائے۔

۳۔ متعلقہ وزارتوں کے پروجیکٹس بنانے کے عمل کو ڈیسنٹرلائز (decentralize) کیا جائے۔

۴۔ بڑے پروجیکٹس سے متعلقہ پلاننگ کمیشن کے کردار کا ازسرِ نو جائزہ لیا جائے۔

۵۔ نتائج پر مبنی جانچ پڑتال کا نظام وضع کیا جائے۔

۶۔ پلاننگ کمیشن کو اصلاحات کے عمل کی سرپرستی کرنا ہو گی اور تبدیلی کے عمل میں قوانین اور ضروری پالیسیوں کی نشاندہی کرنا ہو گی۔

ضمیمہ۔ ۱

ماضی سے چھٹکارا

اکیسویں صدی کی دوسری دہائی کے آغاز میں پاکستان کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے جن میں کئی دہائیوں پر محیط غیر پائیدار مالی پالیسیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والا میکرو اکنامک بگاڑ، آبادی کا دباؤ، سابقہ پالیسیوں کی وجہ سے وراثت میں ملنے والا معاشی بگاڑ، خارجی واقعات کے علاوہ زلزلے، سیلاب اور ایک مسلسل جنگ، پیداوار کی کمی اور جمہوری حکومت سے لوگوں کی بہتر زندگی کے لئے بہت زیادہ توقعات شامل ہیں۔ زیادہ پائیدار اور اندرونی طور پر ترقی کے لئے ایک نئی جرأت مند فکر کی ضرورت ہے اور اس کے لئے ہمیں اپنے سخت حالات کی وجہ سے درپیش کم مالی وسائل کو مدنظر رکھنا ہوگا۔

آخری چار دہائیوں کے دوران سالانہ ترقی نہایت ہی نازک مراحل سے گزری ہے اور طویل المیعاد ترقی کا رجحان زبوں حالی کا شکار رہا ہے۔مزید برآں، پیداواری ترقی (کارکردگی کی پیمائش) خطے کے دوسرے ممالک کے مقابلے میں کم رہی ہے۔ پچھلے چار سالوں کے دوران، حقیقی فی کس آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا اور افراط زر دو ہندسی عدد سے کم نہیں ہوا۔ ہماری ترقیاتی پالیسی کا انحصار پبلک سیکٹر کے منصوبوں اور من پسند ترغیبات یعنی سبسڈی اور تحفظ پر ہوتا ہے۔پراجیکٹ کے انتخاب کے طریقے نے انفراسٹرکچر کی توسیع کو برے طور پر متاثر کیا ہے جبکہ ترغیبات کا نظام مسابقہ جاتی اور زیادہ فعال منڈی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

پاکستان کو جہاں تک ممکن ہو جلد از جلد زیادہ اور پائیدار مجموعی قومی پیداوار میں اضافہ درکار ہے کیونکہ ملکی آبادی کا حجم، افزائش اور عمر کی تقسیم اس امر کی متقاضی ہے۔پاکستان اپنی آبادی میں ہر سال نیوزی لینڈ کے برابر اضافہ کرتا ہے اور ہر دو سال میں اسکی آبادی سوئٹزرلینڈ کے برابر بڑھ جاتی ہے۔ہر تین سال میں یونان اور ہر چار سال بعد پاکستان کی آبادی میں چلی یا نیدرلینڈ کے مساوی اضافہ ہو جاتا ہے جبکہ ہر پانچ سال بعد آسٹریلیا کی آبادی کے برابر پاکستان کی آبادی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آبادی میں اس اضافے کے ساتھ پاکستان کے اثاثہ جات یا اداروں میں ان ممالک کے برابر اضافہ نہیں ہو رہا۔ پاکستان کی سالانہ مجموعی قومی پیداوار میں اوسطاً سالانہ سات فی صد سے زیادہ اضافہ درکار ہے تاکہ موجودہ افرادی قوت کا اضافہ جذب ہو سکے اور موجودہ بیروزگاری کی شرح میں کمی لائی جا سکے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس اضافے کو کئی سالوں تک قائم رکھنا ہوگا۔ ترقیاتی پالیسی اس امر کی متقاضی ہے کہ بہتر انتظام، ادارہ جاتی اصلاحات اور انسانی سرمائے پر زیادہ توجہ مرکوز کی جائے اور مقررہ اہداف حاصل کئے جائیں۔ دنیا کی زیادہ تیزی سے ترقی کرتی معیشتوں نے اس بات کو اپنایا ہے اور پاکستان کو بھی لازمی طور پر اس سمت میں حرکت کرنا ہوگی۔

ضمیمہ-II

ترقی کے لئے نئی حکمت عملی کی ضرورت

پاکستان میں ترقیاتی منصوبہ بندی کا آغاز 1950ء کی دہائی کے وسط میں ہوا اور اس وقت سے اب تک تقریباً تمام ترقیاتی پروگرام ایک ہی طرح کے ہیں۔ ان تمام پالیسیوں میں اپنی خواہشات کے مطابق شرح پیداوار اور سرمایہ کاری کا تعین کیا جاتا رہا۔ پبلک سیکٹر کی سرمایہ کاری کو تفصیل کے ساتھ اجاگر کیا جاتا رہا اور نجی شعبے کو افزائش کا بڑا ذریعہ بیان کرنے کے باوجود نظر انداز کیا جاتا رہا۔ ان پالیسیوں کا انحصار سرکاری شعبے پر رہا جو قائدانہ کردار ادا کرنے کے ساتھ مارکیٹ کو کنٹرول کر رہا تھا۔ شاید یہ امر زیادہ حیران کن نہیں ہے کہ ان منصوبوں سے صرف محدود کامیابی نصیب ہو سکی۔ اب تک تیار ہونے والے نو منصوبوں میں سے صرف دوسرا پانچ سالہ منصوبہ (65-1960) اپنے میکرو اکنامک اہداف حاصل کرنے میں خاصی حد تک کامیاب ہوا۔

ترقی کی راہ میں درپیش دو اہم رکاوٹیں ہیں جن میں ایک مارکیٹ کی ناکافی توسیع ہے (مقابلے کی کمی، ٹیکس، ٹیرف اور پالیسی کی خرابیاں، داخلے کی راہ میں درپیش رکاوٹیں (Entry Barriers)، حکومتی مداخلت، خراب ریگولیشن وغیرہ) اور دوسری بڑی رکاوٹ سرکاری مشینری کی سہولیات فراہم کرنے کی اہلیت کی کمی ہے جس سے وہ جان اور مال کے تحفظ کو یقینی بنانے میں ناکام ہے اور اس کے ساتھ ساتھ لین دین کا معاہدہ کرنے اور معتبر پالیسی کے مطابق سرمایہ کاری اور مارکیٹ کو سہولیات بہم نہیں پہنچاتی اور درست طریقے سے ریگولیٹ کرنے میں ناکام نظر آتی ہے۔ اسی طرح سے انسانی اور سماجی ڈھانچے کی ترقی ممکن نہیں ہو پاتی۔

معاشی فکر کی ترقی کی اس پالیسی کا مقصد حکومت اور مارکیٹ دونوں کو مضبوط کرنا ہے یہ پالیسی "حکومت بمقابلہ مارکیٹ" کے نظریے پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد "حکومت اور مارکیٹ" کے نظریے کو فروغ دینا ہے۔ ایک اہل حکومت طاقتور مارکیٹ پیدا کرتی ہے۔ اس پالیسی کا انحصار پائیدار اصلاحات پر ہوتا ہے جو انتظام کے لئے متحرک اور قابل عمل ڈھانچہ فراہم کرتی ہے اور پرکشش اور اچھی جگہ پر جہاں آمد و رفت کی کافی سہولیات میسر ہوں مارکیٹ فراہم کرتی ہے۔ یہ پالیسی ملک کو درپیش مالی مشکلات سے آگاہی رکھتی ہے اور اسطرح کارکردگی کو بڑھا کر یہ "پیداوار" پر اپنی توجہ مرکوز کرتی ہے جس سے اثاثوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ عالمی اشاریے مثلاً 'مقابلہ' اور 'کاروبار کرنے کے اخراجات' جیسے عوامل مثلاً انتظام، ایجاد، ریگولیشن کی کوالٹی اور انتظام اور تحقیق اور توسیع کو اجاگر کرتے ہیں کیونکہ یہ عوامل بھی ترقی کی راہ میں بڑی حد تک حائل ہیں۔ چنانچہ اس پالیسی کا زور معاشی ترقی کے 'سافٹ ویئر' پر توجہ مرکوز کرنا ہے جس میں معاشی انتظام، ادارے اور انسانی وسائل جیسے عوامل شامل ہیں، تاکہ ایک ایسا ماحول فراہم ہو سکے جس سے افزائش کا ہارڈ ویئر (فزیکل ڈھانچہ) مہیا ہو سکے اور اس میں اضافہ ہو سکے اور ہر سطح پر وہ پیداواری ثابت ہو سکے۔ مختصراً یہ کہ اس پالیسی کا مقصد ملک میں سرمایہ کاری کو فروغ دینا ہے اور سرمایہ کاری کو زیادہ سے زیادہ پیداوار کے قابل بنانا ہے۔ ترقی کے لئے فزیکل سرمایہ کاری کی ضرورت ہوتی ہے اور ایسی سرمایہ کاری صرف بہتر ماحول سے ہی ممکن ہوتی ہے۔

ضمیمہ-III

انسانی سرمایہ، پیداوار اور تخلیق

معاشی ترقی صنعت اور سرمائے سے حاصل ہوتی ہے اور ان چیزوں کو جنہیں ٹوٹل فیکٹر پراڈکٹویٹی (TFP) کہا جاتا ہے کے بہتر استعمال سے معاشی ترقی کا خواب پورا ہوتا ہے۔ پاکستان کی مجموعی قومی پیداوار (GDP) میں اضافے کے لئے پیداوار نے زیادہ متاثر کن کردار ادا نہیں کیا ہے۔ 1960ء سے 2005ء کے دوران پاکستان کی مجموعی قومی پیداوار کی شرح نمو کا 80 فیصد سرمائے اور صنعت پر مبنی تھا اور صرف 20 فی صد TFP پر۔ پاکستان میں محنت کی ترقی ہمسایہ ممالک کی نسبتاً کم شرح سے ہوئی ہے۔

تحقیق کی بناء پر ثابت ہوا ہے کہ کئی ایک وجوہات اس سلسلے میں رکاوٹ پیش کر رہی ہیں جن میں مارکیٹ کی کوالٹی، بدانتظامی، محدود شہری ترقی، کم تعلیم، مسابقاتی چیزوں اور فیکٹر مارکیٹوں کی کمی، ناکافی غیر ملکی مقابلہ، تحقیق اور ترقی کی صلاحیت کی کمی جیسی چیزیں شامل ہیں۔

پیداوار کی نظارت اور اس کی پیمائش کے لئے نظام وضع کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کارکردگی کے پائیدار اضافے کے لئے اصلاحات کی ترغیب دی جا سکے۔

انسانی سرمایہ اور اس کے نتیجے میں پیداوار، معاشی ترقی کے ضروری عناصر ہیں۔ دوسرے عوامل کے علاوہ ترقی کے لئے صحت نہایت اہم چیز ہے۔ تاہم صحت کا جداگانہ نظام اور پاکستان میں نسبتاً صحت کی خراب صورت حال اصلاحات کی متقاضی ہے تاکہ ترقی میں خاطر خواہ اضافہ ممکن ہو سکے۔

حکومت کو چاہیے کہ وہ علمی تخلیق (knowledge-driven innovation) کی پالیسی کو بیوروکریسی کے دیگر نظام سے الگ رکھے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک لچکدار، تخلیقی مرکزیت والا ایک خود مختار ادارہ قائم کیا جائے جو تخلیقی پالیسی درست انداز میں چلانے کے علاوہ اس پر عملدرآمد کرائے اس طرح کے قومی تخلیقی ادارے NIA کی لازمی طور پر محققین، تخلیق کار (Innovators) اور کارپوریٹ قائدین راہنمائی کریں جو کہ پرائیویٹ سیکٹر کے ساتھ اتحاد بنانے اور غیر ملکی ماہرین اور سرمائے کو ملک میں لانے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔

ضمیمہ-IV

اکیسویں صدی کے لئے حکومت کی تشکیل

عمومی طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایک اچھی حکومت متحرک اور مقابلے کی مارکیٹ کی بنیاد رکھتی ہے۔ بدانتظامی اور غیر فعال مارکیٹ دو ایسی بڑی وجوہات ہیں جن کی بناء پر پاکستان میں ترقی پائیدار اضافہ حاصل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اسی وجہ سے ایک ایسی حکومت کا قیام لازمی ہو گیا ہے جو ایک متحرک مقابلے کی منڈی کی بنیاد رکھنے پر اپنی توجہ مرکوز کرے۔

فی الوقت حکومت تقریباً تمام بڑے شعبوں میں براہ راست شراکت دار اور مسابقہ دار کے طور پر فعال کردار ادا کر رہی ہے اور اس طرح سے پرائیویٹ شعبے کے داخلے میں رکاوٹ ڈال رہی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق قومی آمدن میں حکومت کا حصہ پچاس فی صد سے زیادہ ہے جس سے پرائیویٹ شعبے کی توسیع مشکل ہے۔ پاکستان مسابقہ کمیشن کی تحقیق کے مطابق حکومتی مداخلت مسابقاتی مارکیٹ کی توسیع میں رکاوٹ بن رہی ہے۔

حکومتی کردار کو نئے سرے سے متعین کرنے کی اشد ضرورت ہے اور حکومت کو لازمی طور پر مفاد عامہ اور حقوق کے تحفظ کے لئے کام کرنا چاہیے اور پبلک کو ضروری سہولیات مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ قانون کے نفاذ، استحصالی ہتھکنڈوں کی بیخ کنی، شفافیت کے ساتھ کام کرنے اور احتساب کو یقینی بنانے کے اقدامات کے علاوہ مارکیٹ میں حکومتی مداخلت کم کرنے کے لئے کام کرنا چاہیے۔

یہ بات حکومت کے لئے نہ صرف ایک اچھا مشورہ ہے بلکہ ایک ایسی سمت ہے جس کی جانب حکومت کو لازمی طور پر حرکت کرنی چاہیے۔

معاشرے میں دولت پیدا کرنے کے طریقوں کو پانچ بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ان میں پالیسی، ریگولیشن، اثاثہ جات کی ملکیت، اثاثہ جات کی فنانسنگ اور اثاثہ جات کی پیداوار/ انتظام شامل ہیں۔ حکومت اپنے آپ کو پہلے دو شعبوں کی طرف لے جائے گی یعنی پالیسی اور ریگولیشن کی طرف۔ باقی کام عالمی اصولوں کے مطابق مارکیٹ انجام دے گی۔ اسی طریقے سے، شعبہ جاتی پالیسی میں کسی ایک شعبے کا انتخاب نہ کیا جائے بلکہ ہر ایک کیلئے مساوی ماحول فراہم کرنے کے لئے اصول وضوابط بنائے جائیں۔ حکومت کو اصول وضوابط بناتے وقت اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ تمام شہریوں کو کم از کم معاشی آزادی مل رہی ہے۔ بہت زیادہ پابندی یا ضوابط کاروبار کے ماحول پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ایک واضح پالیسی کی ضرورت ہوتی ہے جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ کونسا شعبہ کس حد تک ریگولیٹ کیا جانا چاہیے۔

بہتر حکومت کا قیام دو جانبہ حکمت عملی کو اپنا کر ممکن بنایا جا سکتا ہے۔ (الف) حکومتی کردار کا از سر نو تعین جس میں حکومت مارکیٹ سے نکلنے پر توجہ مرکوز کرے اور زیادہ سے زیادہ ڈی ریگولیشن کی جانب قدم اٹھائے۔ (ب) پبلک سیکٹر انتظام کو بہتر بنانا جس میں سول سروس کی اصلاحات، ریسورس کی حرکت پذیری کو بہتر بنانا، بلا مقصد سبسڈیز کا خاتمہ (خاص طور پر پبلک سیکٹر کے اداروں کو نقصان پہنچا رہی ہوں)، اور نتیجہ خیز انتظام کے ذریعے متحرک پبلک سرمایہ کاری۔

ضمیمہ-V

زیادہ سے زیادہ شفافیت پیدا کرنا اور اسکو برقرار رکھنا

قومی اقتصادی کونسل کی جانب سے پیش کردہ منصوبہ بندی کمیشن کے نئے پیداواری فریم ورک کی منظوری کے بعد، ہم پاکستان کو عالمی تجارت کے بہترین اصولوں کی طرف لانے کے لئے کوشاں ہیں اور تجارتی شعبے میں اپنے منصوبے اور سفارشات مرتب کر رہے ہیں۔

پاکستان کی موجودہ معاشی صورت حال یہ ہے کہ مارکیٹ کی ریگولیشن بہت زیادہ ہے اور زیادہ تر منڈیوں کے اندر حکومتی مداخلت انتہائی درجے پر ہے۔ مارکیٹ کے بڑے حصے کی ریگولیشن پیشہ ورانہ انداز میں نہیں ہو رہی اور تحقیق پر مبنی نہ ہونے کی وجہ سے ریگولیشن تضاد کا شکار ہونے کے ساتھ ساتھ کاروباری سرگرمیوں پر منفی اثرات مرتب کر رہی ہے جس سے اکثر اوقات ریگولیٹری رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ عالمی تجارت میں ملکی پوزیشن پچھلی تین دہائیوں میں تجارت کو وسیع کرنے کے بہت زیادہ مواقع ہونے کے باوجود بہت زیادہ تبدیل نہیں ہوئی ہے جبکہ اس عرصے کے دوران ترقی پذیر ممالک کو خاص طور پر تیار اشیاء برآمد کی جاسکتی تھیں۔ تجارت میں شفافیت کو بہتر نہیں بنایا گیا۔ پچھلی صدی کے آخر تک تجارت اور مجموعی قومی پیداوار کا اوسط تناسب عمومی طور پر ایک دہائی قبل کے برابر تھا۔

پیداوار میں اضافے کی پالیسی تجارت میں شفافیت کے عنصر کو ترقی کی خود پائیداری کے لئے بہت اہمیت دیتی ہے جس سے روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں اور پیداوار اور آمدن میں اضافہ ممکن ہوتا ہے جس کا تعلق زیادہ پرائیویٹ سرمایہ کاری سے ہوتا ہے۔ شفافیت سے بین الاقوامی مسابقت پیدا ہوتی ہے اور حکومتی مداخلت یا امداد کم ہوتی ہے۔ شفافیت کی وجہ سے ہی نئی منڈیوں تک رسائی ممکن ہوتی ہے اور علم اور ٹیکنالوجی جیسے دوسرے فوائد میسر ہوتے ہیں جو تخلیق اور مسابقت کے دو بڑے راستے ہیں اگر چہ براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری، تعلیم، نیٹ ورک اور تجربے سے بھی یہ چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔

اس پالیسی کا مقصد برآمدات کا فروغ ہے اور اس سے برآمدات کے خلاف پائے جانے والے تعصب کو کم کرنے اور لاجسٹکس کو زیادہ بہتر کرنے میں مدد ملتی ہے اور اس طرح تجارت کو آزاد بنانے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

ضمیمہ-VI

مسابقاتی اور متحرک منڈیاں

روایتی طور پر، پاکستان کی پیداواری پالیسی تذبذب کا شکار رہی ہے۔ کچھ شعبوں میں برآمدات کے اضافے کا اعلان کیا جاتا ہے جبکہ دوسرے کئی شعبوں میں درآمدات پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ متبادل درآمدات پالیسیوں کی قیمت صارف برآمدات پر سبسڈی، زیادہ قیمتوں اور کوالٹی اشیاء پر سمجھوتے کی صورت میں ادا کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تخلیق اور سرمایہ کاری کا عمل بھی متاثر ہوتا ہے کیونکہ مسابقاتی منڈیوں کی حوصلہ افزائی کے بجائے ترغیب کاروں (کرایہ حاصل کرنے والوں) کی طرف مراعات زیادہ ہو جاتی ہیں۔

پاکستان کی مجموعی قومی پیداوار میں مقامی تجارت کا حصہ تیس فی صد ہونے اور مجموعی افرادی قوت کے بیس فی صد (اکنامک سروے آف پاکستان 10-2009ء) کو روزگار دینے کے باوجود، اس شعبے میں پبلک یا پرائیویٹ سیکٹر کی جانب سے موثر اصلاحات پر توجہ مرکوز نہیں کی گئی۔ زرعی منڈیوں اور مینوفیکچرنگ اور انڈسٹری میں حد سے زیادہ حکومتی مداخلت کی وجہ سے اکثر اوقات قیمتوں میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور پیداوار میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور پرائیویٹ شعبے کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔

درمیانی اور مختصر مدت کی اصلاحات کے لئے لازمی طور پر تین چیزوں کو مدنظر رکھا جائے۔ سب سے پہلے شہری حلقہ بندیوں کے قوانین اور بلڈنگز کے قواعد وضوابط میں اصلاحات کی جائیں تا کہ زمین کے استعمال کو مارکیٹ کی ضرورت کے مطابق بنایا جائے۔ دوسرے یہ کہ شفافیت اور مقابلے سے منڈی میں بین الاقوامی معیار کی اشیاء آتی ہیں اس لئے زرعی منڈیوں کو ڈی ریگولیٹ کیا جائے۔ تیسرے یہ کہ ہمارا قانونی اور عدالتی فریم ورک مارکیٹ کی توسیع کے لئے پیچیدہ ضروریات کو لازمی طور پر پورا کرے۔ پاکستان مسابقہ کمیشن (CCP) کے نظارت کے کردار کو زیادہ مضبوط بنانے کی ضرورت ہے تا کہ مارکیٹ میں ذخیرہ اندوزی نہ ہو اور ٹکراؤ سے بچا جا سکے۔ سیکورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (SECP) مارکیٹ کو ریگولیٹ کرنے کا ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اس ادارے کو خاص طور پر نیا کاروبار کے آغاز پر اپنی صلاحیت اور کام میں اضافہ کرنا چاہیے۔

منڈی میں حکومت کی بہت زیادہ مداخلت کو کم کر کے ہی پرائیویٹ شعبے کو مقابلے کی فضاء میں مؤثر طور کام کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے۔ یہ بات مدنظر رہے کہ منڈی کا کردار ہی معاشی ترقی بڑھانے کا اہم عامل ہے۔

ضمیمہ -VII

تخلیقی /جدید شہر

پاکستان کے اندر مقامی تبدیلیوں نے شہری اور دیہی علاقوں کے درمیان غیر متعلقہ امتیاز قائم کر دیا ہے۔ مزید براں، اشیاء اور خدمات کے عناصر کی دور دراز علاقوں تک بڑھتی ہوئی نقل وحمل نے پاکستانی شہروں میں مادی انفراسٹرکچر (ڈھانچے) پر بہت دباؤ ڈالا ہے۔
تخلیقی شہروں نے مختلف عمر اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے درمیان سہولیات فراہم کرنے اور باہمی ربط کی حوصلہ افزائی کی ہے، کیونکہ یہ علم، ایجادات اور تخلیقی عمل اور مختلف اداروں کا گڑھ/مرکز ہیں۔ پاکستان کو شہروں کے مراکز کو ترقی دینے کی ضرورت ہے جو کامرس اور کاروبار کے مرکز بن چکے ہیں، اور جہاں آبادی پھلتی پھولتی ہیں اور بین الاقوامی طور پر (دیگر اقوام/ملکوں سے) مقابلہ کرتے ہیں۔

پاکستان میں شہروں کی موجودہ حالت بہت ابتر ہے جہاں شہری آبادی 52.8 ملین ہے اور اس میں 3% کے حساب سے ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ شہر کے مکین اس شہر کے نظم ونسق کو چلانے میں کوئی کردار ادا نہیں کرتے (دلچسپی نہیں لیتے) لہذا حکومتی محکمے نظم ونسق اور انتظامی فیصلوں میں بہت زیادہ ملوث ہیں۔ مزید براں، موزوں جگہ اور خراب کمرشل علاقوں سے متعلقہ قوانین نے شہروں کی ترقی کو روک دیا ہے۔ 80-90% بچے جو آبادی کا 50% ہیں، ان کیلئے کم جگہیں ہیں، ان کیلئے کوئی لائبریریاں، کمیونٹی سنٹر اور کھیلنے کیلئے کوئی (مناسب) گراؤنڈ نہیں ہے۔ اگرچہ ہمارے پاس بہت سے گالف کورسز ہیں۔ یہ بچے سماجی اقدار نہیں اپنا سکتے: جیسا کہ ویلنگٹن نے کہا "واٹرلو کی جنگ ایٹن کے کھیل کے میدانوں میں جیتی گئی تھی"۔

مزید براں تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے پاکستان میں مناسب قیمتوں کے مکانات کے ڈیمانڈ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مکانات کی ڈیمانڈ 1998ء میں 4.3 ملین سے بڑھ کر 2009ء میں 7.6 ملین ہو چکی تھی۔ قابل استطاعت مکانات کی کمی کی وجہ سے غریب مکین کچی آبادی میں رہنے پر مجبور ہیں جہاں زندگی کی بنیادی ضروریات کی کمی ہے جیسا کہ پانی، گیس اور سیوریج وغیرہ۔ اس وقت پاکستان کی آبادی کے 50% اس قسم کے خالی جگہوں میں قابض ہو کر وہاں مکین ہیں۔

بین الاقوامی طور پر، کرایہ کے مکانات میں لوئر اور مڈل طبقے رہائش پذیر ہیں، تاہم کرایہ کے بارے میں قوانین جو کہ مالک مکانات کے حق میں نہ ہیں، اس سیکٹر میں سرمایہ کاری کم ہے جس کی وجہ سے پاکستان میں صرف 6% سرمایہ کاری کرایہ کے مکانات (کی تعمیر) میں ہوتی ہیں۔

درج ذیل کچھ اہم مسائل کو تین کیٹگری میں نشاندہی کی گئی ہے:

کمرشلائزیشن:

- شہروں کے کم گنجان آباد علاقے ملے جلے طریقے سے استعمال ہوتے ہیں جن میں سے چند ایک ضلعی قصبے یا شہر ترقی یافتہ ہیں۔
- موجودہ حدود کا تعین کرنے کے قوانین، کمرشلائزیشن پالیسیاں اور بہت زیادہ کمرشلائزیشن لاگت عثمان کاروبار کے راہ میں رکاوٹ ہیں۔

- سخت قسم کے ٹیکس کمرشل ترقی کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔
- آفس کیلئے جگہوں، ریٹیل آؤٹ لٹ، ہاؤسنگ یونٹس، سکولز، تفریحی جگہیں اور لائبریریاں زیادہ ڈیمانڈ کر رہے ہیں۔

لینڈ اور ہاؤسنگ:

- مہنگا اور پیچیدہ زمین کے نظم و انصرام کا نظام۔
- ممنوعہ حدود کے علاقے اور بلڈنگ کوڈز۔
- سرکاری زمینوں کے غیر پیداواری استعمال، (40% زمینیں حکومت کی ایجنسیوں کے پاس ہیں)۔

تعمیراتی شعبے میں (پیچیدہ) قوانین اور زیادہ لاگت

سماجی ترقی (کمیونٹی ڈویلپمنٹ)

- عوام کا علم حاصل کرنے اور باہمی ربط کیلئے لائبریریوں، ترجیحی اداروں اور نوجوانوں کے فلاحی مراکز کا فقدان۔
- تعلیمی نظام کا مارکیٹ کے ڈیمانڈ کے مطابق نہ ہونا۔
- ملازمت کے مراکز کا نہ ہونا (موجود نہ ہونا)۔

ضمیمہ-VIII

ترقی /مقابلہ کے لئے رابطہ قائم کرنا /ملانا

مادی نقطہ نظر سے رابطے سے عام طور پر مراد، سڑک، ریل روڈ نیٹ ورک، ڈرگنگ، ائرلائیز کی تعداد، کمپوٹر نیٹ ورک، سیل فون کنکشن، کاپر وائر اور فائبر آپٹک کیبل ہیں۔ نئی ترقیاتی حکمت عملی رابطے کو ایک وسیع تناظر سے دیکھتا ہے، خاص طور پر، نیٹ ورکس باہمی رابطے کو مادی، انسانی اور سوشل کیپٹل (سماجی سرمایہ) کے استعمال کے ساتھ کتنے اچھے طریقے سے بڑھاتا ہے اور کیسے یہ وسائل باہم مل کر مطلوبہ نتائج پیدا کرتے ہیں۔

مادی رابطے کے نقطہ نظر سے، پاکستان نے انفارمیشن اور کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کے استعمال میں 10 میں سے 1.53 سکور حاصل کئے ہیں اور خراب ٹرانسپورٹ سیکٹر کی وجہ سے پاکستان کو جی ڈی پی کا 5% لاگت پڑ رہا ہے۔ سول سروس گروپس کے اجارہ داری کی وجہ سے انسانی سرمایہ (ہیومن کیپٹل) میں رابطے کا فقدان ہے جس نے ملکی اور بین الاقوامی پیشہ وارانہ (ہیومن کیپٹل) کو (پاکستان) سے دور رکھا ہوا ہے۔ پاکستان میں سماجی رابطے کو اچھے طریقے سے نہیں سمجھا جاتا اور اس لئے اس کا اہم کردار لوگوں کی فلاح کو بہتر بنانے کیلئے نظر انداز کیا جاتا ہے کیونکہ یہاں بہت محدود تعداد میں کام کرنیوالی لائبریریاں اور کمیونٹی سنٹرز ہیں۔ خراب رابطے کے نتیجے میں مارکیٹیں بکھر گئیں ہیں اور انحطاط پذیر ہیں اور شہروں کی ابتر حالت ہے اور نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد غیر ہنر مند ہیں۔

کمرشل سرگرمیوں کیلئے گنجان اور اچھے طریقے سے باہم مربوط شہروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ شہری منصوبہ بندی کرنیوالوں کو چاہئے کہ وہ انفرا اسٹرکچر کیلئے مناسب جگہ فراہم کریں، جبکہ پی ایس ڈی پیز (PSDPs) نے بہت زیادہ معاشی مجبوری کے باوجود فزیکل انفرا اسٹرکچر تعمیر کیا ہے، اس لئے پرائیویٹ سیکٹر کا اس میں شمولیت، کی حوصلہ افزائی کرنے کی ضرورت ہے۔ پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر کے باہمی تعاون کیلئے پروجیکٹ کی منظوری، زمین کا حصول اور این ایچ اے کے قوانین میں ضروری ترمیم کرنی چاہیے۔ ریلوے کی ٹیکنالوجی اور سامان پرانے ہوگئے ہیں اور انہیں تبدیل کرنا چاہئے۔ ایوی ایشن کے مقامی کاروبار میں سی اے اے (CAA) کے کردار کو محدود کرکے سہولیات فراہم کرنا چاہئے۔ کامیاب کمپوٹرائزڈ کسٹم پوسٹ، فائلوں کی بھرمار کو روکنے میں مدد کرے گا جو شفاف طریقہ کار کو پروان چڑھاتا ہے۔ ڈیجیٹل آئی ڈی کارڈ کے استعمال کو قانونی تحفظ فراہم کرنے کیلئے ایک الیکٹرونک سگنیچر ایکٹ کا جاری کرنا ازحد ضروری ہے۔ اگر وسیع پیمانے پر پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر میں آئی سی ٹی (ICT) کی سروسز کو استعمال کرنے کیلئے حوصلہ افزائی کی جائے تو یہ لاگت کو کافی حد تک کم کرسکتا ہے اور مقامی کامرس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ سول سروس کی بھرتی میں میرٹ اور مقابلے کی ضرورت ہے تاکہ انسانی سرمایے (ہیومن کیپٹل) کی بیرون ملک منتقلی کو کم کیا جاسکے اور ملک کے ذہین افراد سے مارکیٹ کے اندر رابطے کو بڑھایا جاسکے۔

ضمیمہ-IX

نواجوان اور کمیونٹی/معاشرتی مصروفیات

ایک پرجوش اور ابھرتے ہوئے معاشرے کی بنیاد اعلیٰ باہمی میل جول، معلومات کا باہمی تبادلہ اور نئے خیالات پر عمل درآمد کرنے پر ہے، تاہم معاشروں کا بہتر طریقے سے پھلنے پھولنے کیلئے محض زیادہ سکولز اور ہسپتالوں کا قائم کرنا ہی کافی نہیں ہوتا۔ نوجوان اور معاشرہ اس وقت پروان چڑھتا ہے اگر انہیں خیالات کو بنانے اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے مواقع فراہم کئے جائیں۔ آج سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوانوں کو تعلیم کے ساتھ (آگے بڑھنے کے) مواقع فراہم کئے جائیں۔

تقریباً آبادی کا دو تہائی حصہ 30 سال سے کم عمر افراد پر مشتمل ہے، پاکستان کو آئندہ آنے والے سالوں میں نوجوانوں کی تعداد میں اضافے کا سامنا ہے جو کہ اگلے آنے والے چند صدیوں لیبر فورس کے عمر کے اس تناسب کو تبدیل کر سکتا ہے۔ ایک تہائی سے زیادہ نوجوان شہری علاقوں میں رہائش پذیر ہیں اور سال 2030ء تک ان کا حصہ 50% تک پہنچنے کی توقع ہے۔

خطے کے دیگر علاقوں کی معاشی ترقی کی نسبت، پاکستان میں غیر تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد (32%) جن میں سے زیادہ تر کے پاس کوئی پیشہ ورانہ/ووکیشنل اور زندگی کے لئے دیگر ضروری ہنر نہیں ہیں جو ایلیمنٹری تعلیم کے اختتام پر یا تو بے روزگار رہتے ہیں یا (کسی کام میں) سرگرم نہیں رہتے۔ خراب تعلیمی معیار نے تعلیمی نظام کو متضاد گروہوں میں بانٹ دیا ہے، جو ایک دوسرے سے جدا ہیں اور جو دو قسم کے افراد پیدا کر رہے ہیں۔ تاہم ہمارے نوجوانوں میں عنانِ کاروبار کے سلسلہ میں مہارت کی کمی ہے۔ صرف 8.3% نوجوانوں کی فورس زرعی شعبے سے باہر ذاتی کاروبار یا ملازمت سے منسلک ہیں۔

اگر نوجوانوں کو مناسب طریقے سے مصروف رکھا جائے تو ہمارے نوجوان معاشی اور سماجی ترقی دونوں میں بھرپور حصہ لے سکتے ہیں۔ یہ صرف معیاری بنیادی اور کالج کی تعلیم کی فراہمی، مارکیٹ سے متعلقہ ہنر کی ترقی، نیشنل یوتھ سروس پالیسی ریفارمز پر عمل درآمد، نوجوانوں کیلئے نئے مواقع پیدا کرنے کیلئے شہروں کا دوبارہ ڈیزائن اور ان کے حدود کا تعین کرنا، اہم شہری مراکز میں منتخب شدہ یوتھ انٹرپرینیر شپ پروگرامز (نوجوانوں کیلئے عنانِ کاروباری پروگراموں) کے ذریعے چھوٹے اور بڑے پیمانے پر نوجوانوں کیلئے کاروباری اداروں کی ترویج، نیشنل یوتھ والنٹیر سروسز/نوجوانوں کا قومی رضاکارانہ خدمات، نوجوانوں کی افزائش نسل اور عام صحت کے بارے میں پروگرامز، اور تعلیمی اداروں اور سول سوسائٹی کے تعاون سے یوتھ سروس لیرننگ پروگرام کا قیام جو کہ معاشرے اور سماجی خدمت/سوشل سروس کا تعلیمی اداروں سے مطابقت پیدا کریں۔

ضمیمہ-X

نتیجہ خیز نظم و نسق

دنیا کی تمام حکومتیں اپنی کارکردگی کی تشخیص/متعین کرنے کیلئے دباؤ میں ہیں۔ پاکستان میں، کارکردگی کی تشخیصی نظام کی بنیاد وسائل (انسانی، معاشی اور مادی) کے بہتر استعمال پر ہیں اور لہٰذا اجرت اور جرمانے کا براہ راست تعلق وسائل کے استعمال کے ساتھ وابستہ ہے جبکہ عوام کی دلچسپی ٹرینوں کی آمد اور روانگی سے ہے اور حکومت کا تعلق منصوبے اور بجٹ بنانے، ڈیزل یا بجلی وغیرہ سے چلنے والے گاڑیوں کے حصول اور ان کی دیکھ بھال کے مراحل کی نگرانی کرنا اور تنخواہوں اور الاؤنس کی ادائیگیوں سے ہے۔ اسی طرح وسائل کے استعمال کی نگرانی سے "معاشی" توقعات اور حکومتی کارکردگی کو بہتر کیا جاسکتا ہے مگر مؤثر توقعات کے بارے میں جواب دینا باقی رہ جاتا ہے۔ اس سے عام طور پر یہ مراد لے سکتے ہیں کہ پبلک سیکٹر کیلئے کوئی ایسا نظام نہ ہے کہ وہ اپنے ہی تجربے سے مثبت یا منفی پہلو سیکھ سکے، لہٰذا یہاں نتائج کے حاصلات کے بارے میں معمولی یا نہ ہونے کے برابر حوصلہ افزائی یا احتساب ہوتا ہے۔

پلاننگ کمیشن رزلٹ بیس مینجمنٹ (نتیجہ خیز نظم و نسق) کو استعمال کر کے اپنی ترقی کی حکمت عملی پر عمل درآمد کرنا چاہتی ہے، جو کہ ایک ایسا نظام ہے جس کے ذریعے حکومت یہ یقین کر سکتی ہے کہ اس کا کام کرنے کے طریقہ عمل، پیداوار اور سروسز اپنا اپنا حصہ ڈال کر مطلوبہ نتائج حاصل کریں (پیداوار، نتائج اور اثرات)۔

لہٰذا، پلاننگ کمیشن کا منصوبہ ہے کہ طریقہ عمل میں مزید کام کروایا جائے تاکہ جو یہ ممکن بنائے کہ نتائج حکومت کے پالیسیوں، منصوبوں، بجٹ، نگرانی کرنے اور تشخیصی نظام پر مرکوز ہوں۔ اس طرح کرنے سے، پلاننگ کمیشن تین مرحلے پر مبنی حکمت عملی پر عمل کرنا چاہتی ہے۔

(۱) اپنی منصوبہ بندی کے امور کو قومی حکمت عملی کی سطح پر مرکوز کرنا، اور چیلنجوں کا تجزیہ کرنا اور مجموعی طور پر قوم کیلئے (درست) سمت کا تعین کرنا اور نہ کہ صرف پبلک سیکٹر کیلئے۔

(۲) وزارتوں اور محکموں کو ایک فریم ورک کے اندر رہتے ہوئے ٹھوس رہنمائی فراہم کریں۔ تیز رفتاری کے ساتھ ڈی سنٹرلائزنگ پلاننگ اور سروس کی ڈیلیوری کرنا تاکہ موجودہ وزارتیں: محکمے اپنے حکمت عملی اور خدمات کے ترسیل کے منصوبوں کو آر بی ایم کے اصول کی بنیاد پر ترقی دیں۔

(۳) حکومت کی مجموعی طور پر پبلک کے وسائل کے استعمال ہونے کے بعد حاصل ہونے والے نتائج کے ذریعہ سے نگرانی اور تشخیص کا ایک ایسا نظام تشکیل دینا اور اسے برقرار رکھنا۔

وفاقی حکومت میں درمیانی مدت کے بجٹ سے متعلقہ فریم ورک پر عمل درآمد کے ذریعہ سے ترقی نوٹ کی گئی ہے، جو اس امور کا حصہ ہے، جس میں موجودہ وزارتوں کو درمیانی مدت کیلئے نتیجہ خیز بجٹ کو بنانے میں بھی مدد دیتی ہے، پلاننگ کمیشن کے منصوبے میں:

(۱) ترقی کی حکمت عملی کے لحاظ سے پیداواری عناصر (ان پٹ)، پیداوار (آؤٹ پٹ) اور نتائج (آؤٹ کم) کے مطابق منسٹریل رولینگ پلان کی رہنمائی کرنا۔

(۲) وزارتوں کو نتائج اور کارکردگی کی نشاندہی کرنیوالے کی توضیح کرنا۔

(۳) وزارتوں کو پر اثر نگرانی کے نظام کو تشکیل دینے کی حوصلہ افزائی کرنا۔

(۴) ترجیحی سیکٹرز (شعبوں) کی با قاعدگی سے تشخیص کرنا، اور

(۵) با قاعدگی کے ساتھ حکومت کی کارکردگی کی رپورٹ کابینہ کو پیش کرنا۔ شہری خدمات کی اصلاح کی شروعات کیلئے ایک ترغیب/حوصلہ افزائی کے طور پر ان اصلاحات کے ذریعہ سے نتائج پر مرکوز رہنے پر زیادہ زور دینا۔